النور نومبر ۲۰۱۳ء

ختمِ نبوت کی داعی واحد جماعت

حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، نہ نیا نہ پُرانا

مدیر
شاہد عزیز
مسز سمیرا احمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اعلانات اور خبریں

برلن اُپن ڈے

۳ اکتوبر کو جرمن اتحاد کا دِن ہے جب مغربی اور مشرقی جرمنی ایک بار پھر مُتحد ہوئے۔ اُپن ڈے ہر سال اِس اتحاد کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اِن تقریبات کا ایک حصہ یہ ہے کہ مُختلف مذہب اپنی عبادت گاہوں کو سارا دِن کھلا رکھتے ہیں اور آنے والوں کو اپنے مذہب کے متعلق معلومات دیتے ہیں۔ اِس سال بھی ہماری برلن مسجد نے اِن تقریبات میں حصہ لیا۔ ۳ اکتوبر کو ۱۲۰ احباب مسجد میں آئے اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ اِن میں مسجد کا نقشہ بنانے والے آرکیٹکٹ کی نواسی اور ایک خاتون جو مولانا بٹ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئیں۔ اتوار کے روز تین طالبعلموں کا ایک گروپ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے مسجد میں آیا اور قریباً ایک گھنٹہ مسجد میں رہا۔

عیدالاضحیٰ

جماعت نے عیدالاضحیٰ تین جگہ منائی۔ سب سے بڑا فنکشن دارالسلام ویمبلے میں منعقد کیا گیا۔ اِس کے علاوہ بولٹن (مڈلینڈز) اور نوٹنگھم میں بھی جماعتوں نے عید کا انتظام کیا۔

نشریات

www.virtualmosque.co.uk پر

جمعہ: ۱۳:۰۰ بجے

درس: بعداز جمعہ ۱۴:۰۰

ماہانہ مجلس: ۱۵:۰۰

عیدین: ۱۱:۰۰ بجے اور پنجاب ریڈیو (سکائی چینل ۰۱۳۰) پر ۱۳:۰۰ تا ۱۴:۰۰ بجے

کلامِ امام

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام

مسلمانوں کے عقائد

واضح ہو کہ اکثر مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے ہیں۔ اور یہ دونوں فرقے ایک مدت سے یہی گمان کرتے چلے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب

اِسلام اِنسانیت سے محبت سِکھاتا ہے۔

تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور کسی وقت آخری زمانہ میں پھر زمین پر نازل ہوں گے۔ اور ان دونوں فریق یعنی اہلِ اسلام اور مسیحیوں کے بیان میں فرق صرف اتنا ہے کہ عیسائی تو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر جان دی اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر مع جسمِ عنصری چڑھ گئے اور اپنے باپ کے دائیں ہاتھ جا بیٹھے اور پھر آخری زمانہ میں دنیا کی عدالت کیلئے زمین پر آئیں گے اور کہتے ہیں کہ دنیا کا خدا اور خالق اور مالک وہی یسوع مسیح ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ وہی ہے جو دنیا کے اخیر میں سزا جزا دینے کیلئے جلالی طور پر نازل ہوگا تب ہر ایک آدمی جس نے اس کو یا اس کی ماں کو بھی خدا کر کے نہیں مانا پکڑا جائے گا اور جہنم میں ڈالا جائے گا جہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ مگر مسلمانوں کے مذکورہ بالا فرقے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ صلیب پر مرے بلکہ اس وقت جبکہ یہودیوں نے ان کو مصلوب کرنے کے لئے گرفتار کیا خدا کا فرشتہ ان کو مع جسم عنصری آسمان پر لے گیا اور اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور مقام ان کا دوسرا آسمان ہے جہاں حضرت یحییٰ نبی یعنی یوحنا ہیں۔ اور نیز مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بزرگ نبی ہے مگر نہ خدا ہے اور نہ خدا کا بیٹا اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے منارہ کے قریب یا کسی اور جگہ اتریں گے اور امام محمد مہدی کے ساتھ مل کر جو پہلے سے بنی فاطمہ میں سے دنیا میں آیا ہوا ہوگا دنیا کی تمام غیر قوموں کو قتل کر ڈالیں گے اور بجز ایسے شخص کے جو بلا توقف مسلمان ہو جائے اور کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ غرض مسلمانوں کا وہ فرقہ جو اپنے تئیں اہلِ سنت یا اہلِ حدیث کہتے ہیں جن کو عوام وہابی کے نام سے پکارتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر نازل ہونے سے اصل مقصد یہ قرار دیتے ہیں کہ تا وہ ہندوؤں کے مہادیو کی طرح تمام دنیا کو فنا کر ڈالیں۔ اول یہ دھمکی دیں کہ مسلمان ہو جائیں اور اگر پھر بھی لوگ کفر پر قائم رہیں تو سب کو تہ تیغ کر دیں۔ اور کہتے ہیں کہ اسی غرض سے وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ رکھے گئے ہیں کہ تا ایسے زمانہ میں جبکہ اسلامی سلاطین کی طاقتیں کمزور ہو جائیں آسمان سے اتر کر غیر قوموں کو ماریں اور جبر سے مسلمان کریں یا بصورت انکار قتل کر دیں۔ بالخصوص عیسائیوں کی نسبت بڑے زور سے فرقہ مذکورہ کے عالم یہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو وہ دنیا کی تمام صلیبوں کو توڑ دیں گے اور تلوار کے ساتھ سخت بے رحمی کی کارروائیاں کریں گے اور دنیا کو خون میں غرق کر دیں گے۔ اور جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے یہ لوگ یعنی مسلمانوں میں سے اہلِ حدیث وغیرہ بڑے جوش سے یہ اعتقاد ظاہر کرتے ہیں کہ مسیح کے اترنے سے کچھ عرصہ پہلے بنی فاطمہ میں سے ایک امام پیدا ہوگا جس کا نام محمد مہدی ہوگا اور دراصل خلیفۂ اور بادشاہ وہی ہوگا کیونکہ وہ قریش میں سے ہوگا۔ اور چونکہ اصل غرض اس کی یہ ہوگی کہ تمام غیر قوموں کو جو اسلام سے منکر ہیں قتل کر دیا جائے بجز ایسے شخص کے کہ جو جلدی سے کلمہ پڑھ لے اس لئے اُس کی مدد اور ہاتھ بٹانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور گو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بجائے خود ایک مہدی ہیں بلکہ بڑے مہدی وہی ہیں لیکن اس سبب سے کہ خلیفۂ وقت قریش میں سے ہونا چاہیئے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خلیفۂ وقت نہیں ہوں گے بلکہ خفیفۂ وقت وہی محمد مہدی ہوگا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ دونوں مل کر زمین کو انسانوں کے خون سے بھر دیں گے اور اس قدر خونریزیاں کریں گے جس کی نظیر ابتداء دنیا سے اخیر تک کسی جگہ نہیں پائی جائے گی اور آتے ہی خونریزی ہی شروع کر دیں گے اور کوئی وعظ وغیرہ نہیں کریں گے اور نہ کوئی نشان دکھائیں گے اور کہتے ہیں کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام محمد مہدی کے لئے بطور مشیر یا وزیر کے ہوں گے اور عنانِ حکومت صرف مہدی کے ہاتھ میں ہوگی لیکن حضرت مسیح تمام دنیا کے قتل کرنے کے لئے حضرت امام محمد مہدی کو ہر وقت اکسائیں گے۔ اور تیز مشورے دیتے رہیں گے۔ گویا اُس اخلاقی زمانہ کی کسر نکالیں گے جبکہ آپ نے یہ تعلیم دی تھی کہ کسی شر کا مقابلہ مت کرو اور ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری گال بھی پھیر دو۔

یہ مسلمانوں اور مسیحیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت عقیدے ہیں اور اگرچہ عیسائیوں کی یہ ایک بڑی غلطی ہے کہ وہ ایک عاجز انسان کو خدا کہتے ہیں لیکن بعض اہلِ اسلام جن میں سے اہلِ حدیث کا وہ فرقہ بھی ہے جن کو وہابی بھی کہتے ہیں ان کے یہ عقائد کہ جو خونی مہدی اور خونی مسیح موعود کی نسبت ان کے دلوں میں ہیں ان کی اخلاقی حالتوں پر نہایت بد اثر ڈال رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس بد اثر کی وجہ سے نہ کسی دوسری قوم سے نیک نیتی اور صلح کاری اور دیانت کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور نہ کسی دوسری گورنمنٹ کے نیچے سچی اور کامل اطاعت اور وفاداری سے بسر کر سکتے ہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسا عقیدہ سخت اعتراض کی جگہ ہے کہ غیر قوموں پر اس قدر جبر کیا جائے کہ یا تو بلا توقف مسلمان ہو جائےں اور یا قتل کئے جائیں۔ اور ہر ایک کانشنس بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ

قبل اس کے کہ کوئی شخص کسی دین کی سچائی کو سمجھ لے اور اس کی نیک تعلیم اور خوبیوں سے مطلع ہو جائے یونہی جبر اور اکراہ اور قتل کی دھمکی سے اس کو اپنے دین میں داخل کرنا سخت ناپسندیدہ طریقہ ہے اور ایسے طریقہ سے دین کی ترقی تو کیا ہوگی بلکہ برعکس اس کے ہر ایک مخالف کو اعتراض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اور ایسے اصولوں کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ نوع انسان کی ہمدردی بکلی دل سے اٹھ جائے اور رحم اور انصاف جو انسانیت کا ایک بھاری خلق ہے ناپدید ہو جائے اور بجائے اُس کے کینہ اور بداندیشی بڑھتی جائے اور صرف درندگی باقی رہ جائے اور اخلاقِ فاضلہ کا نام ونشان نہ رہے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسے اصول اس خدا کی طرف نہیں ہو سکتے جس کا ہر ایک مواخذہ اتمام حجت کے بعد ہے۔

سوچنا چاہیئے کہ اگر مثلاً ایک شخص ایک سچے مذہب کو اس وجہ سے قبول نہیں کرتا کہ وہ اس کی سچائی اور اس کی پاک تعلیم اور اس کی خوبیوں سے ہنوز ناواقف اور بے خبر ہے تو کیا ایسے شخص کے ساتھ یہ برتاؤ مناسب ہے کہ بلاتوقف اس کو قتل کر دیا جائے بلکہ ایسا شخص قابلِ رحم ہے اور اس لائق ہے کہ نرمی اور خلق سے اُس مذہب کی سچائی اور خوبی اور روحانی منفعت اُس پر ظاہر کی جائے نہ یہ کہ اس کے انکار کا تلوار یا بندوق سے جواب دیا جائے۔ لہذا اس زمانہ کے ان اسلامی فرقوں کا مسئلہ جہاد اور پھر اُس کے ساتھ یہ تعلیم کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب ایک خونی مہدی پیدا ہوگا جس کا نام امام محمد ہوگا اور مسیح اس کی مدد کیلئے آسمان سے اترے گا اور وہ دونوں مل کر دنیا کی تمام غیر قوموں کو اسلام کے انکار پر قتل کر دیں گے۔ نہایت درجہ اخلاقی مسئلہ کے مخالف ہے۔ کیا یہ وہ عقیدہ نہیں ہے کہ جو انسانیت کے تمام پاک قویٰ کو معطل کرتا اور درندوں کی طرح جذبات پیدا کر دیتا ہے اور ایسے عقائد والوں کو ہر ایک قوم سے منافقانہ زندگی بسر کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ غیر قوم کے حکام کے ساتھ بھی سچی اطاعت کے ساتھ پیش آنا محال ہو جاتا ہے بلکہ دروغ گوئی کے ذریعہ سے ایک جھوٹی اطاعت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ملک برٹش انڈیا میں اہلِ حدیث کے بعض فرقے جن کی طرف ہم ابھی اشارہ کر آئے ہیں گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت دورویہ طرز کی زندگی بسر کر رہے ہیں یعنی پوشیدہ طور پر عوام کو وہی خونریزی کے زمانہ کی امیدیں دیتے ہیں اور خونی مہدی اور خونی مسیح کے انتظار میں ہیں اور اسی کے مطابق مسئلہ سکھاتے ہیں اور پھر جب حکام کے سامنے جاتے ہیں تو ان کی خوشامدیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایسے عقیدوں کے مخالف ہیں۔ لیکن اگر سچ مچ مخالف ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی تحریرات کے ذریعہ سے اس کی عام اشاعت نہیں کرتے اور کیا وجہ ہے کہ وہ آنے والے خونی مہدی اور مسیح کی ایسے طور سے انتظار کر رہے ہیں کہ گویا اس کے ساتھ شامل ہونے کے لئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ غرض ایسے اعتقادات سے اس قسم کے مولویوں کی اخلاقی حالت میں بہت کچھ تنزل پیدا ہو گیا ہے اور وہ اس لائق نہیں رہے کہ نرمی اور صلح کاری کی تعلیم دے سکیں بلکہ دوسرے مذہب کے لوگوں کو خواہ نخواہ قتل کرنا دینداری کا ایک بڑا فرض سمجھا گیا ہے۔ ہم اس سے بہت خوش ہیں کہ کوئی فرقہ اہلِ حدیث میں سے ان غلط عقیدوں کا مخالف ہیں۔ لیکن ہم اس بات کو افسوس کے ساتھ بیان کرنے سے رُک نہیں سکتے کہ اہل حدیث کے فرقوں میں سے وہ چھپے وہابی بھی ہیں جو خونی مہدی اور جہاد کے مسائل کو مانتے ہیں اور طریق صحیح کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور کسی موقع کے وقت میں دوسرے مذاہب کے تمام لوگوں کو قتل کر دینا بڑے ثواب کا طریق خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ عقائد یعنی اسلام کے لئے قتل یا ایسی پیشگوئیوں پر عقیدہ رکھنا کہ گویا کوئی خونی مہدی یا مسیح دنیا میں آئے گا اور خونریزی اور خونریزی کی دھمکیوں سے اسلام کو ترقی دینا چاہے گا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے بالکل مخالف ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں اور پھر بعد اس کے بھی کفار کے ہاتھ سے دکھ اٹھایا اور بالخصوص مکہ کے تیرہ برس اس مصیبت اور طرح طرح کے ظلم اٹھانے میں گذرے کہ جس کے تصور سے بھی رونا آتا ہے لیکن آپ نے اس وقت تک دشمنوں کے مقابل پر تلوار نہ اٹھائی اور نہ ان کے سخت کلمات کا سخت جواب دیا جب تک کہ بہت سے صحابہ اور آپ کے عزیز دوست بڑی بے رحمی سے قتل کئے گئے اور طرح طرح سے آپ کو جسمانی دکھ دیا گیا اور کئی دفعہ زہر بھی دی گئی۔ اور کسی قسم کی تجویزیں قتل کرنے کی کی گئیں جن میں مخالفوں کا ناکامی رہی جب خدا کے انتقام کا وقت آیا تو ایسا ہوا کہ مکہ کے تمام رئیسوں اور قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے اتفاق کر کے یہ فیصلہ کیا کہ بہرحال اس شخص کو قتل کر دینا چاہئے۔ اس وقت خدا نے جو اپنے پیاروں اور صدیقوں اور راستبازوں کا حامی ہوتا ہے آپ

کو خبر دے دی کہ اس شہر میں اب بجز بدی کے کچھ نہیں اور قتل پر کمربستہ ہیں یہاں سے جلد بھاگ جاؤ تب آپ بحکم الٰہی مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے ۔ مگر پھر بھی مخالفوں نے پیچھا نہ چھوڑا بلکہ تعاقب کیا ۔ اور بہر حال اسلام کو پامال کرنا چاہا ۔ جب اس حد تک ان لوگوں کی شورہ پشتی بڑھ گئی اور کئی بے گناہوں کے قتل کرنے کے جرم نے ان کو سزا کے لائق بنایا تب ان کے ساتھ لڑنے کے لئے بطور مدافعت اور حفاظت خود اختیاری اجازت دی گئی اور نیز وہ لوگ بہت سے بے گناہ مقتولوں کے عوض میں جن کو انہوں نے بغیر کسی معرکہ جنگ کے محض شرارت سے قتل کیا تھا اور ان کے مالوں پر قبضہ کیا تھا اس لائق ہو گئے تھے کہ اسی طرح ان کے ساتھ اور ان کے معاونوں کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ۔ مگر مکہ کی فتح کے وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بخش دیا لہذا یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہ نے کبھی دین پھیلانے کے لئے لڑائی کی تھی یا کسی کو جبراً اسلام میں داخل کیا تھا سخت غلطی اور ظلم ہے ۔

(مسیح ہندوستان میں)

محمد رسول اللہ صلعم کا پاک نمونہ اور آپ ﷺ کا اصلاحی کام

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ، مولانا محمد علی (رح)

لاہور مؤرخہ ۱۶ / جنوری ۱۹۴۸ء

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللّٰہ و الیوم الاٰخر و ذکر اللّٰہ کثیراً

اگر دنیا میں کوئی انسان ایسا ہوا ہے جس کے نقش قدم پر ہر قسم کے لوگ چل سکتے ہوں تو وہ محمد رسول اللہ ؐ کے سوائے کوئی نہیں ساری تاریخ انسانی کو پڑھ کر دیکھ لو ، جس قدر مختلف حالات کے اندر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ہیں اور جس قسم کے طرح طرح کے کام جو انسان کو پیش آسکتے ہیں آپ ؐ نے اپنے ہاتھ سے کئے ہیں ، اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی یوں تو ایک معمولی سی بات ہے کہ یتیمی کی حالت نکل کر آپ بادشاہت تک پہنچ گئے ادھر کو منتہائے بیکسی ہے اور ادھر منتہائے طاقت مگر اس کو چھوڑ کر بھی آپ ؐ ہر کام اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں ، جرنیل وہی اچھا ہوتا ہے جو سپاہی کی زندگی بسر کر چکا ہو آپ ؐ بیک وقت سپاہی بھی تھے اور جرنیل بھی ، بیک وقت قانون ساز بھی تھے اور قانون پر عمل کرانے والے بھی ، پھر گھر میں بیویوں کے کام میں اپنے ہاتھ سے مدد کر دیتے تھے ، برتن آپ ؐ صاف کر دیتے تھے ، کپڑا آپ سی لیتے تھے جوتی خود مرمت کر لیتے تھے ، خرید و فروخت خود کر لیتے تھے ، دوسروں کا بھی سودا بازار سے لا دیتے تھے ۔ غرض کوئی کام ایسا نہیں جو آپ ؐ نے نہ کیا ہو تو واقعی اگر یہ لفظ کسی پر صادق آسکتے ہیں کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آسکتے ہیں جنہوں نے سب کام اپنے ہاتھ سے کئے ، دوسرا کوئی ایسا انسان دنیا میں نہیں ہوا جس نے سب کام اپنے ہاتھ سے کئے ہوں ۔

لیکن آپ دیکھیں گے کہ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ ہونے کے ساتھ ایک شرط لگا دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ حسنہ تو ہیں آپ نیک نمونہ ہیں ایسا جو زندگی کو خوبصورت بنا دے لیکن ایک شرط اس کے ساتھ لگا دی **لمن کان یرجو اللّٰہ و الیوم الاٰخر** اس شخص کے لئے نیک نمونہ ہیں جو اللہ کی اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے یہ اللہ کی امید رکھنے کے کیا معنی ہیں یوم آخرت کو تو انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایک دن آئے گا جب اعمال کی جزا و سزا ملے گی ، اس لئے بڑے اعمال کی سزا سے بچنے کے لئے نیک عمل بجالانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے نمونے کی پیروی کرنا چاہئے لیکن **یرجو اللّٰہ** کیا ہے یہ فی الحقیقت بڑا بلند مقام ہے جس کی امید دلائی ہے اللہ کی امید اللہ سے ملنے کی امید ہے اس مقام تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلا مرحلہ ایمان کا ہے ، شروع ایمان سے ہوتا ہے لیکن آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے اس انتہاء تک جا پہنچا ہے کہ دنیا میں خدا سے مل جاتا ہے یہ جو لقاء اللہ کا ذکر بار بار دوہرایا ہے اس کو معمولی بات نہ سمجھو ایمان انسان کو ایسے مقام پر لے جاتا ہے جہاں وہ خدا سے جا ملتا ہے ۔

وذکر اللّٰہ کثیراً اور پھر خدا کو بہت یاد کرتا ہے ہر کام کے وقت اسے خدا یاد آجاتا ہے اگر تجارت میں ہے کسی سے سودا کرے گا تو خدا یاد آجائے گا، ملازمت میں ہے تو اسے خیال ہوتا ہے کہ کوئی آقا اس کے سر پر ہے جو اس کے کام کو دیکھتا ہے لیکن اس سے بھی بعض باتیں اوجھل رہ جاتی ہیں، خدا جو سب سے بڑا آقا ہے اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی، اس لئے خدا کو یاد رکھتا ہے اور اپنے کام میں خیانت نہیں کرتا، مزدوری کرے تو خدا یاد رہے بادشاہت کے تخت پر ہو تو خدا یاد ہو، نماز میں کھڑا ہو تو خدا سامنے ہو۔ نماز تو ہے ہی خدا کے سامنے حاضری کا نام لیکن بعض لوگ ایسے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں مگر خدا ان کے سامنے نہیں ہوتا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو لینے والوں کی یہ صفت بتائی ہے کہ ذکر اللّٰہ کثیراً وہ خدا کو بہت یاد رکھتے ہیں ہر وقت اور ہر حالت میں خدا انہیں یاد رہتا ہے، میں نے پچھلے خطبہ میں کہا تھا کہ اگر کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچہ میں اپنے آپ کو ڈھال لو مگر فی الحقیقت اس سانچہ میں کون ڈھل سکتا ہے۔ لمن کان یرجو اللّٰہ والیوم الآخر وذکر اللّٰہ کثیراً جو اللہ سے ملنے اور یوم آخر کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد رکھتا ہے جب تک یہ نہیں اس وقت تک رسول کی پیروی کی توفیق نہیں ملتی، جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے کام کئے اچھے اخلاق پیدا کئے ان اچھے کاموں اور اچھے اخلاق پر وعظ بھی خوب کر لیتا ہے لیکن توفیق نہیں ملتی کہ ان کی پیروی کرے، اپنے آپ کو اس رنگ میں رنگین کرے اس قالب میں ڈھل جائے اگر غور کیا جائے تو فرق بھی بہت بڑا ہے ایک طرف وہ انسان ہے جو شب و روز خدا سے ہم کلام ہوتا ہے وہ سب کام کرتا ہے لیکن خدا کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے، دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو شب و روز دنیا ہی کے کاموں میں مستغرق رہتے ہیں اور خدا ان کو یاد بھی نہیں آتا یہ اس کے نمونہ پر کس طرح چلیں، یاد رکھئے نمونہ بنتا تو تب ہوتا ہے کہ ایک طرف اثر ڈالنے کی قوت ہو اور دوسری طرف اثر قبول کرنے کی قابلیت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اثر ڈالنے کی قوت ہے، اثر قبول کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا پر کامل ایمان ہو، خدا سے ملنے کا خیال ہو، عام طور پر انسان کو صبح و شام یہی یاد ہوتا ہے کہ یہ کھانا ہے یہ پہننا ہے، فلاں سے ملنا ہے، فلاں کام کرنا ہے، پیسہ کمانا ہے، دنیا میں بڑے بننا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے دل میں یہ خیال اٹھتا رہے کہ اس کا اصل مقام اس سے بلند تر ہے اس نے خدا سے ملنا ہے۔

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جن کی نظر دنیا تک محدود ہے، اچھا کھا لیا، اچھا پہن لیا، ایک اور گروہ ہے جن کو پیغمبر کہتے ہیں یہ گروہ لوگوں کو توجہ دلاتا رہتا ہے کہ اپنی زندگی کی قیمت کو گھٹاؤ نہیں جس شخص کی نگاہ کھانے پینے سے اوپر نہیں اٹھتی اس نے اپنی زندگی کی قیمت کو گھٹا لیا۔ انسان کی زندگی کی غرض یہ نہیں کہ وہ اچھا پہن لے اور اچھا کھا لے اور دنیا ہی کو مطمح نظر بنائے رکھے جس شخص نے اپنی نظر کو دنیا کی زندگی تک محدود کر لیا اس نے زندگی کی غرض کو نہیں سمجھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ تمہاری زندگی اس دنیا تک ہی محدود نہیں، وہ اس سے بہت بلند ہے کھانے پینے سے بڑھ کر اس کا تعلق خدا سے ہونا چاہیے خدا پر ایمان خدا سے ملنے کی امید زندگی کی قیمت کو بڑھانے کا نسخہ ہے۔

میں نے کہا کہ اصلاح کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے ایک اثر انداز ہو، اور دوسرا اثر قبول کرنیوالا ہو، اصلاح اسی طرح ہوسکتی ہے دولت کما لینا بہت آسان ہے لیکن اصلاح کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اس کی مثال ہمارے سامنے ہے ہمارے ملک میں ہندو قوم میں سے گاندھی جی کا مرتبہ آج بہت اونچا ہے، دنیا کے اخباروں کو دیکھئے بڑے بڑے لوگوں کے سر ان کے سامنے جھکتے ہیں، انہوں نے بہت بڑا کام کیا اپنی زندگی میں اپنی قوم کو بادشاہت تک پہنچا دیا ایک غرض جو انہوں نے اپنی زندگی کی قرار دی تھی وہ ان کی پوری ہوگئی یہ سب بڑی بات ہے مگر یہ دنیا کا کام، دوسرا جو ان کے سامنے تھا وہ اصلاحی کام تھا انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ لوگ اس حالت پر آجائیں کہ تشدد کا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے۔ حتیٰ کہ دکھوں اور مظالم کا مقابلہ بھی تشدد سے نہ کیا جائے انہوں نے

اس بات پر زور دیا کہ انسان عدم تشدد سے کمال کو پہنچتا ہے، اب ان دونوں باتوں کو دیکھئے ایک طرف دنیا کا کام تھا اس کو کمال تک پہنچا دیا، دوسرا کام جو اصلاحی تھا وہ اسی مقام پر ہے جہاں پہلے دن تھا نہیں بلکہ اس سے بہت نیچے گر گیا جو عدم تشدد کے وعظ سے پہلے تھا، ایک طرف اس کی کامیابی کا نظارہ دیکھو کہ دنیا کی حکومت اپنی قوم کو دلا دی۔ دوسری طرف ناکامی کو دیکھو کہ اصلاح کا جو کام تھا اس میں اپنی قوم کو اور بھی نیچے گرا دیا۔ اور ہندو قوم جس کے نزدیک ایک کھٹمل کو مارنا بھی گناہ تھا وہ اس قدر درندہ ثابت ہوئی کہ عدم تشدد تو کجا انسانی جان کی ہلاکت کو اس نے اپنا شعار بنا لیا اور خونخواری کا وہ ریکارڈ قائم کیا جس کی دوسری نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔

بات یہ ہے کہ دلوں کی اصلاح انسان کے بس کی بات نہیں بڑے بڑے شفیق باپ اپنے بیٹے کی اصلاح نہیں کر سکتے، دن رات اس پر احسان کرتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی وہ کہنا نہیں مانتے اور ان کی مرضی کے خلاف برا راستہ اختیار کر لیتے ہیں یہ اصلاح وہی لوگ کرتے ہیں جن کا تعلق خدا کے ساتھ ہوتا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیئے انسان حیرت میں رہ جاتا ہے کہ ایک اصلاح نہیں جو آپؐ نے کی ہو۔

وہ عرب کے لوگ جو ہندوستان کے لوگوں سے زیادہ خونخوار تھے، دن رات لڑنا ان کا کام تھا، ہندوستان کے لوگ تو بھیڑوں کی طرح تھے عدم تشدد کا وعظ سن سن کر اور اس پر عمل کا وعدہ کر کے وہ بھیڑیئے بن گئے، عرب بڑی خونخوار قوم تھی، بڑی درندہ قوم تھی بھیڑیوں سے بڑھ کر تھی مگر **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ چند ہی سالوں میں ان کو اپنے رنگ میں رنگین کر لیا اور وہ دنیا کے لئے رحمت و برکت کا موجب ہو گئے۔ یہ تھی وہ اصلاح جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، اور وہ جو آج ہماری آنکھوں کے سامنے اصلاح کے لئے اٹھتا ہے جس کو دنیا کی عظیم ترین شخصیت کہا جاتا ہے وہ سالہا سال کی کوششوں کے باوجود ناکام ثابت ہوتا ہے۔

وہ قوم جو آج گاندھی جی کے ہاتھ سے تیار ہوئی وہ عدم تشدد کے دعویٰ کے باوجود درندہ ثابت ہوئی اور ایسی درندگی اور سفاکی اس نے دکھائی جس کی نظیر شاید مشکل سے ہی مل سکے، ٹھیک ہے کہ مسلمانوں نے بھی خون کئے، لیکن یہ اس وقت ہوا جب مسلمانوں نے اپنے بھائیوں کو بے دریغ ذبح ہوتے دیکھا۔ ابتدائی چھوٹے چھوٹے واقعات کو چھوڑ کر جب مشرقی پنجاب سے طوفان اٹھا اور مسلمانوں پر ہولناک مظالم برپا ہوئے اور ایک ایک انسانی بستی سے مسلمانوں کو ظلم اور زیادتی سے نکالا گیا تو مسلمانوں نے بھی مغربی پنجاب میں زیادتیاں کیں اور فی الحقیقت اس قسم کے مظالم بڑے غریب طبیعت انسانوں کو بھی مقابلہ پر کھڑے کر دیتے ہیں، خود جموں اور کشمیر کی حالت کو دیکھ لیجئے وہاں کی کشمیری قوم ایسی غریب طبیعت ہے کہ کسی کو ایذا پہنچانا تو ایک طرف خود دوسروں سے ڈرتے اور ان کے آگے جھکتے ہیں لیکن جب اس قدر درندگی ان کے ساتھ ہوئی کہ لاکھوں کی تعداد میں ذبح کر دیئے گئے اور انہیں ہولناک مظالم کا تختۂ مشق بنایا گیا تو وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور حکومت کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔

تو حقیقت یہ ہے کہ اس اصلاح میں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، آپؐ کے ساتھ خدا کی طاقت موجود تھی، اسی طاقت کے ذریعہ سے آپؐ نے عرب جیسی خونخوار قوم کی ایسی اصلاح کی کہ دنیا انگشت بدندان ہے آج بھی وہ طاقت موجود ہے آج بھی جلدی دنیا کی قومیں اصلاح کی طرف آنے والی ہیں بعض وقت خیال آتا ہے کہ ہم جو کہتے ہیں اسلام دنیا میں پھیلے گا یہ کس طرح ہوگا، لوگ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرتے ہیں، لیکن یہ نفرت آپ کو نہ جاننے کی وجہ سے ہے۔ خوب یاد رکھئے اسی وقت تک اسلام سے نفرت ہے جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تصویر سامنے نہیں آتی جس دن آپ کی صحیح تصویر سامنے آ گئی، دنیا آپؐ کی طرف جھکے گی اگر گاندھی جی کے سامنے لوگ جھک سکتے ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیوں نہیں جھک سکتے جن کے اصلاحی کاموں کا ایک شمہ بھی گاندھی جی سے نہیں ہوا۔

بعض وقت ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ انسان مایوس

ہونے لگتا ہے خود انبیاء پر ایسے واقعات آئے حتیٰ اذا استائیس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا لیکن یہ باتیں عارضی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ضرور اپنے رسولوں کو کامیابی عطا فرماتا ہے، پیغمبروں میں سے حضرت عیسیٰ کی زندگی کے واقعات عجیب ہیں، لوگوں کو تعجب آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اصلاح کے لئے آئے لیکن کیا بنا کر گئے، تین سال کی مدت میں چند آدمی آپ کے ساتھ ہوئے اور ان میں سے بھی بعض تکلیف کے وقت الگ ہوگئے، بظاہر کوئی بھی کام ان کا نظر نہیں آتا، میں سمجھتا ہوں اس بارے میں احمدی قوم کا بڑا بھاری احسان ہے امام زمان کا بہت بڑا احسان ہے مسلمان قوم پر، آپ نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ کا کام وہ ناکام زندگی نہیں ہے جو ان کے اپنے وطن میں نظر آتی ہے بلکہ ان کا اصلی کام وہ ہے جو وہاں سے نکل کر دوسری جگہوں پر افغانستان اور کشمیر وغیرہ میں انہوں نے کیا، یہ واقعات ہیں اور اب یہ واقعات دن بدن روشن ہوتے جارہے ہیں۔

سوچنا چاہیئے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ کشمیر اور افغانستان میں جہاں کسی وقت بدھ مذہب کا بہت زور تھا۔ اسلام بہت جلد پھیل گیا اس کی وجہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسی وہاں گئے اور وہ جو حضرت عیسیٰ کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی گئی تھی اس نے انہیں اسلام کے لئے تیار کر دیا اور اسلام کے آنے پر وہ بہت جلد مسلمان ہوگئے، دوسری طرف دیکھ لیجئے ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں اسلام اس کثرت سے نہیں پھیلا۔

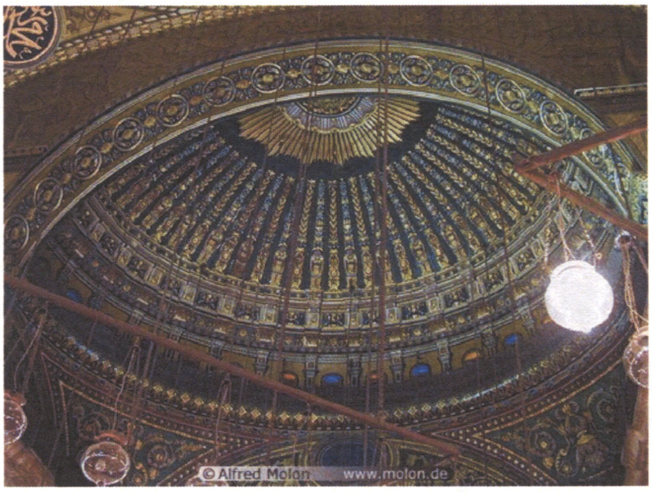

مجھے تو تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ جو ایک طرف حضر عیسیٰ کا نام ٹھہراتے ہیں اور دوسری طرف وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ واپس آکر پھر اصلاح کا کام کریں گے، وہ یہ نہیں سوچتے کہ جب وہ پہلے ناکام رہے تو دوبارہ آکر کیا کرلیں گے اگر ہم احمدی یہ کہیں تو سزا وار بھی ہے کیونکہ ہم تو ان کی پہلی زندگی کو بھی کامیاب ہی سمجھتے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ کو دوبارہ لانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ گاندھی جی جب دوبارہ آئیں گے تو اصلاح کا کام کرلیں گے جو شخص تمام عمر صرف کرکے ایک بات میں اصلاح نہ کرسکا وہ دوبارہ آکر کیا کرلے گا۔

خوب یاد رکھئے اصلاح بڑی مشکل چیز ہے، اصلاح کا کام کرنا انسان کی زندگی کو بڑا بلند بناتا ہے جس قدر اصلاح دنیا میں ہوتی ہے ان لوگوں سے ہوئی ہے جن کا خدا سے تعلق رہا ہے انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ فلاں رسم کو چھوڑ دو، بلکہ وہ جڑ کو پکڑتے ہیں، اللہ پر ایمان پیدا کرتے ہیں جو تمام اصلاحات کی جڑھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر ایمان پیدا کیا، کوئی شخص جس کا تعلق خدا کے ساتھ نہیں وہ اصلاح کا کام نہیں کرسکتا اگر آپ بھی فی الواقعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں اور اسی سانچہ میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنا چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا پر ایمان پیدا کریں، خدا کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں ہمارے لیکچر، ہمارے وعظ، ہمارے درس وتدریس، ہمارے اخبارات اور تصنیفات کسی کام نہیں آسکتے اگر خدا پر ایمان نہ ہو، خدا پر ایمان بنیادی پتھر ہے جو بھی کام کرنا چاہیں اسی پر اس کی بنیاد رکھیں، جب تک یہ نہیں اس وقت تک کوئی کام صحیح نہیں ہوسکتا۔

میں اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہر شخص کا اپنا ایک چھوٹا سا دائرہ ہوتا ہے جس کے اندر وہ اچھی طرح کام کرسکتا ہے آپ بھی اس چھوٹے سے دائرہ سے کام شروع

کریں اپنے بیوی بچوں کوتوجہ دلائیں ان کے اندر ایمان پیدا کرنے کی کوشش کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہوا تھا وانذر عشیرتک الاقربین آپ بھی اس حکم پر عامل ہوں۔

اس مہینہ کی آخری اتوارکو ہمارے لاہور کی جماعت کا جلسہ ہوگا میں اس جلسہ میں احباب سے ایسی تجویزیں مانگوں گا جن سے گھروں میں قرآن پڑھایا جا سکے۔ ۲۵ رجنوری کو آخری اتوار ہے ابھی سے اس کے متعلق آپ لوگ سوچیں خدا پر ایمان پیدا کرنے کے کئی ذرائع ہیں، ایک بڑا ذریعہ قران کریم ہے اگر ہم قرآن کو سمجھ کر پڑھیں تو اس سے ایمان بہت بڑھ سکتا ہے میں اس کے متعلق تجویزیں مانگوں گا آپ سوچ کر آئیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اس ڈر سے آئے ہی نہیں کہ خدا جانے کیا بوجھ ڈالا جائے گا، بوجھ کوئی نہیں یہ تو مرضی کا سودا ہے اگر کوئی شخص نہ کرنا چاہے تو اس کا اختیار ہے پھر بھی آکر سن تو لے ممکن ہے اس کی اپنی زندگی اس کی اولاد کی زندگی بہتر بن جائے۔ تو آخری اتوار کو ایسی تجاویز سوچ کر آئیں کہ قرآن گھروں میں کیونکر پڑھایا جا سکتا ہے میں جانتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے کہ اس احمدیہ مسجد میں سب کے لئے انتظام ہو۔ کیونکہ شہر بہت پھیلا ہوا ہے اور لوگ بہت دور دور رہتے ہیں ممکن ہے محلّہ والے انتظام کرنا پڑے ابھی مولوی عبدالمجید صاحب امام مسجد ووکنگ آئے ہیں انہوں نے مجھے سنایا کہ وہاں لندن میں نومسلموں کی دینی تعلیم کے لئے ہفتہ میں ایک دن مقرر کیا گیا ہے، ایک دن ہی سہی سات دنوں میں ایک دن بھی قرآن پڑھانے کا آجائے تو وہ اپنا اثر سات دنوں کے لئے چھوڑ جاتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں اس بات کو سوچو اور غور کرو کہ کوئی ایسی تجویز ہو جس سے قرآن پڑھنے اور اس کے سمجھنے میں تمہاری قوم بالکل ممتاز نظر آئے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) یوکے
15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ
www.virtualmosque.co.uk
ای میل: aaiiLahore@gmail.com

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ: ’’اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا‘‘، ’’جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘، ’’میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔‘‘

۳۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگا۔

۴۔ آنحضرت ﷺ کے بعد مجددین آئیں گے۔ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔

۵۔ ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶۔ ہر اس شخص کو جو لاَ اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رسولُ اللّٰہُ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدد و مسیح موعود اور مہدی کا تھا نبی کا ہرگز نہیں۔ ان کے اپنے الفاظ: ’’اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔‘‘

ان عقائد رکھنے والی جماعت کو کافر کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟